ہندوستان
عہدِ عتیق کی تاریخ میں

جناب سید محمود حسن صاحب قیصر امروہوی - مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

ہندوستان کا شمار دنیا کے ان چند ممالک میں ہے جہاں سب سے پہلے انسانی آبادی کے آثار ملتے ہیں۔ اور جو اپنی قدیم روایات اور ثقافت کے لحاظ سے قابلِ ذکر مقام رکھتے ہیں۔ چنانچہ عہدِ عتیق کی تاریخ جہاں تک ملتی ہے وہاں تک ہندوستان کا نام بھی برمحل پایا جاتا ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے دنیا کا سب سے پہلا انسان حضرت آدمؑ کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان کا ہبوط باتفاقِ مؤرخین جزیرۂ سرندیپ پر ہوا اور وہیں سے نسلِ انسانی دنیا کے دیگر ممالک میں پھیلنا شروع ہوئی۔ اس سلسلہ میں اساطینِ اسلام کے حسبِ ذیل بیانات ہیں۔

امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ جب آپ سے ایک شامی نے سوال کیا کہ روئے زمین پر سب سے زیادہ محترم وادی کونسی ہے تو آپ نے فرمایا کہ[۱]:۔

واد' یقال لہ سرندیب' سقط	وہ وادی جس کو سرندیپ کہتے ہیں جہاں
فیہ آدم من السّماء	آدم آسمان سے اترے۔

وہب بن منبّہ متوفی ۱۱۴ھ[۲]

ھبط آدم علی جبل فی شرق الھند	آدم کا ہبوط مشرقی ہند کے ایک پہاڑ پر ہوا جس
یقال لہ "باسم"	کا نام "باسم" ہے۔

---

۱ صدوق: عیون اخبار الرضا (ص ۱۳۵)، علل الشرائع (ص ۱۹۸)، ۲ قطب راوندی: قصص الانبیاء (مجلہ ۱۱ : ۲۱)

الامام محمد بن علی الباقر م ۱۱۴ھ [1]

ان آدم علیہ السّلام نزل الھند فبنی اللہ تعالیٰ لہ البیت وامرہ ان یاتیہ فیطوف بہ اسبوعًا فیاتی منیٰ وعرفات ویقضی مناسکہ کما امر اللہ ثم خطا من الھند فکان موضع قدمیہ حیث خطا عمران وما بین القدم والقدم صحاری لیس فیھا شئ ثم جاء الی البیت فطاف بہ اسبوعًا وقضی مناسکہ فقضی کما امر اللہ ۔

بیشک آدم علیہ السلام جب ہندوستان میں اُترے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے ایک گھر کی بنیاد رکھی اور حکم دیا کہ وہ وہاں جاکر سات مرتبہ اس کا طواف کیا کریں پس آپ "منیٰ" اور "عرفات" اور جس طرح اللہ نے حکم دیا تھا اپنے مناسک کو ادا کرتے ، اس کے بعد آپ ہندوستان سے چل پڑے پس جہاں جہاں آپ کا پاؤں پڑا وہاں آبادی ہوئی اور دونوں قدموں کے درمیان جو فاصلہ چھوٹا وہ جنگل قرار پائے جن میں کوئی چیز نہیں ہے پھر آپ "البیت" کی طرف آئے اور سات مرتبہ اس کا طواف کیا اور اس کے مناسک بجالائے جس طرح اللہ نے حکم دیا تھا ۔

الامام جعفر الصادق م متوفی ۱۴۸ھ [2]

ان آدم لما ھبط ھبط بالھند ثم رمی الیہ الحجر الاسود وکان یاقوتہ حمراء بفناء العرش ۔

بیشک جب آدم نیچے اُتارے گئے تو سرزمین ہند پر آئے اس کے بعد حجر اسود کو ان کی طرف پھینکا گیا جو صحن عرش میں ایک سُرخ یاقوت تھا ۔

دوسری روایت امام جعفر صادق سے اس طرح ہے [3]

فلما تاب علی آدم حول ذلک الملک فی صورۃ درۃ بیضاء فرماہ من الجنۃ الی آدم وھو بارض الھند ۔

جب اللہ نے آدم کی توبہ قبول کرلی تو اس فرشتے کو ایک سفید اور تابدار موتی کی شکل میں تبدیل کرکے آدم کے پاس بھیجا اس وقت آپ سرزمین ہند پر تھے ۔

مذکورہ بالا روایات تو وہ ہیں جو اپنے راویوں کے اعتبار سے خود ایک ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں اس لئے کہ یہ تینوں حضرات نہ صرف یہ کہ قرآن کے زبردست عالم تھے بلکہ دیگر کتب سماویہ پر بھی اُن کو بصیرت تامّہ

[1] قصص الانبیا (بحار ۱۱:۱۸۸) [2] ایضاً (بحار ۱۱: ۲۱۰) [3] صدوق: علل الشرائع (ص ۱۴۸ ۔ ۱۴۹)

حاصل تھی۔ خاص طور سے ہبوطِ آدم کے سلسلہ میں جتنی روایات ہیں ان کا اولین ماخذ بظاہر یہی کتابیں ہیں۔ چنانچہ سید ابن طاؤس متوفی ۶۶۴ھ نے اس روایت کو "صحف ادریس" کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ جیسا کہ علامہ محمد باقر مجلسی لکھتے ہیں[۱]:-

وروی السید فی کتاب "سعد السعود" انہ رأی فی صحف ادریس .... و ذکر حدیث اخراجہ من الجنۃ و ھبوط آدم بارض الھند علی جبل اسمہ "باسم" علی واد اسمہ "نھیل" بین الدھنج والمندل : بلدی الھند وھبطت حواء بجدۃ۔	نیز سید (ابن طاؤس) نے اپنی کتاب "سعد السعود" میں بیان کیا ہے کہ میں نے صحف ادریس میں دیکھا ہے .... اور حضرت آدم کے جنت سے نکلنے اور سرزمین ہند میں "باسم" نامی پہاڑ پر "نہیل" وادی میں جو "دھنج" اور "مندل" ہندوستان کے دو شہروں کے درمیان واقع ہے ان کے ہبوط کی حدیث کا ذکر کیا ہے اور حوا جدہ میں اتریں۔

ان کے علاوہ بعد کے مورخین نے بھی بلا کسی اختلاف کے اسی روایت کو نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:-

جاحظ، عمرو بن بحر، متوفی ۲۵۵ھ۔[۲]

وآدم علیہ السلام انما ھبط من الجنۃ وصار ببلادھم۔	اور آدم علیہ السلام جنت سے اترے اور ان کے (اہل ہند) شہروں کی طرف چل کھڑے ہوئے۔

ابن الفقیہ الہمدانی۔ متوفی بعد ۲۷۹ھ۔[۳]

وفی الحدیث إن آدم اُھبط بالھند علی جبل "سرندیب" واھبطت حواء بجدۃ وابلیس اللعین بمیسان والحیۃ باصبھان۔	نیز حدیث میں ہے کہ آدم ہند میں "سرندیپ" پہاڑ پر اتارے گئے اور حوا جدہ میں اور ابلیس لعین "میسان" میں اور سانپ اصبہان میں۔

---

[۱] بحار الانوار (۱۱: ۱۹۶) [۲] فخر السودان علی البیضان : ۸۰ بحوالہ (ہندوستان عربوں کی نظر میں ۷۱) [۳] کتاب البلدان : ۳۲۴ (ہندوستان عربوں کی نظر میں، ص ۱۶۳) میرخواند: روضۃ الصفا (۱: ۳۰)

مسعودی، متوفی ۳۴۶ھ[1]

فهبط الله آدم على جزيرة سرنديب على جبل الراهون وعليه الورق الذى خصفه من ورق الجنة، فيبس، فذرته الرياح فانتشر فى بلاد الهند۔

پس اللہ نے آدم کو جزیرہ سرندیپ میں "راہون" نامی پہاڑ پر اتارا جس پر جنت کی وہ پتیاں بھی تھیں جن سے انھوں نے اپنے جسم کو چھپایا، وہ پتیاں جب سوکھ گئیں تو ہوا نے ان کو اڑا دیا اور وہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں پھیل گئیں۔

متوسطین کے دور میں "ابن خلدون" نے بھی اسی روایت کو نقل کیا ہے بلکہ اس نے اس سے آگے بڑھ کر جزائر سرندیپ پر "مسجد آدم" کی نشاندہی کی ہے۔ اس کا بیان ہے:[2]

واما غير هذه المساجد الثلثة فلا نعلمه الا ما يقال من شأن مسجد آدم عليه السلام بسرنديب من جزائر الهند۔

لیکن ان تین مساجد کے علاوہ ہمیں اور کسی مسجد کا علم نہیں، سوائے اس کے کہ ہند کے جزیرۂ سرندیپ پر مسجد آدم کے بارے میں جو کچھ کہا جاتا ہے۔

بہرحال اس سلسلہ میں جتنی روایات مجھ کو ملی ہیں ان میں ایک روایت تو وہ ہے جس میں حضرت آدمؑ کے کوہِ صفا پر اترنے کا ذکر ہے جو آیندہ مذکور ہوگی، دوسری روایت جس میں آپ کے کوہ "ابوقبیس" پر اترنے کا رجحان پایا جاتا ہے، حسب ذیل ہے:۔[3]

عن صفوان بن يحيى، قال سئل ابوالحسن عليه السلام عن الحرم واعلامه فقال: ان آدم عليه السلام لما هبط من الجنة هبط على ابى قبيس، والناس يقولون بالهند .... الخ

صفوان بن یحییٰ راوی ہے کہ ابوالحسن (امام موسیٰ رضا) سے حرم اور اس کے اعلام کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا، بیشک آدم علیہ السلام جب جنت سے اترے تو ابوقبیس پر آئے۔ لیکن لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ سرزمین ہند پر نازل ہوئے۔

ان دونوں روایات سے اس خیال کی تردید تو ضرور ہوتی ہے کہ پہلی مرتبہ حضرت آدم سرزمین ہند

---

[1] مروج الذہب (۱: ۲۴) [2] ابن خلدون: تاریخ (۱: ۲۴۲) [3] علل الشرائع: ۴۲۶، عیون اخبار الرضا ۱۳۴

پر اُترے لیکن مطلقاً ہندوستان آنے کی تردید نہیں ہوتی' اس لئے کہ بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جزیرۂ سرندیپ سے جب آپ کو بیت المقدس جانے کا حکم ہوا تو طواف بجالانے کے بعد پھر آپ سرندیپ واپس آئے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ مکہ کی آب و ہوا چونکہ نہایت گرم و خشک تھی اس لئے حضرت آدمؑ وہاں مستقل نہیں رہ سکتے تھے۔ یہاں آکر آپ نے کانیں کھودیں اور کھیتی میں مشغول ہو گئے۔[1]
نیز عبداللہ بن عباس کی روایت سے تو یہاں تک پتہ چلتا ہے کہ جزائر سرندیپ پر آپ اتنے زمانے تک رہے کہ ہابیل و قابیل کی ولادت بھی یہیں ہوئی اور جب ہابیل کا قتل واقع ہوا ہے تو اس وقت آپ مکہ میں تھے' وہاں سے واپسی پر آپ کو اس اندوہناک واقعہ کا علم ہوا۔[2]

ہندوستان کے عطریات جو قدیم الایام سے تاریخ میں شہرت رکھتے ہیں' ان کا سبب بھی یہی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت آدمؑ جنت کی پتیاں اپنے ہمراہ لائے تھے جو سوکھ کر ہندوستان کے شہروں میں منتشر ہوئیں۔ اس سلسلہ میں مسعودی کی مذکورہ بالا روایت کے علاوہ حسب ذیل روایات بھی ہیں۔[3]

۱۔ عن أبی عبد اللہ علیہ السلام قال إنّ اللہ تبارک و تعالیٰ لما أھبط آدم علیہ السلام طفق یخصف من ورق الجنة وطار عنہ لباسہ الذی کان علیہ من حال الجنة، فالتقط ورقة' فستر عورتہ' فلما ھبط عبقت رائحة تلک الورقة بالھند بالنبت فصار فی الارض من سبب تلک الورقة التی عبقت بھا رائحة الجنة، فمن ھنالک الطیب بالھند، لان الورقة ھبت علیھا ریح الجنوب' فأدّت رائحتھا إلی المغرب	امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم کو زمین پر اُتارا تو جنت کی پتیوں سے وہ اپنا جسم چھپانے لگے اور جنت میں جو لباس وہ پہنے ہوئے تھے وہ ان سے لے لیا گیا' پس آپ نے ایک پتی کو اٹھایا اور اس سے اپنی ستر پوشی کی۔ پھر جب آپ نیچے اُترے تو اس پتی کی خوشبو سرزمین ہند کی دیگر نباتات کے ساتھ مل کر پھیلی' اسی پتی کے اثر سے جس نے جنت کی خوشبو کو اڑایا' زمین پر عطریات کا وجود ہوا اور یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں خوشبو زیادہ ہے اس لئے کہ جنوب کی ہوا جب اس پتی پر چلی اور چونکہ وہ اس پتی کی خوشبو اپنے اندر لئے ہوئے تھی لہذا اس کے ذریعے

[1] روضۃ الصفا (۱: ۳۰) [2] عوفی: لباب الالباب (ص ۱۰۳) [3] الکلینی: فروع کافی (۲: ۲۲۳)

لانها حملت رائحة الورقة في الجو فلما ركدت الريح بالهند عبق بأشجارهم و نبتهم فكان أول بهيمة ارتعت من تلك الورقة ظبي المسك، فمن هنا صار المسك في سرة الظبي لانه جرى رائحة النبت في جسده و دمه حتى اجتمعت في سرة الظبي ۔

وہ خوشبو مغرب تک پہونچی، پھر جب ہند میں ہوا آکر رکی تو اس نے یہاں کے پیڑ اور پتیوں کو مہکایا۔ پس پہلا وہ جانور جس نے ان پتیوں کو چرا وہ مشکی ہرن تھا، اسی سبب سے ہرن کی ناف میں مشک پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اس گھاس کی خوشبو اس کے جسم اور اس کے خون میں بس گئی یہاں تک کہ ناف میں آکر وہ جمع ہو گئی۔

۲۔ عن البزنطي، عن الرضا[1]۔ قال قلت: كيف كان اول الطيب؟ فقال لي: ما يقول من قبلكم فيه، قلت، يقولون: ان آدم لما هبط بأرض الهند، فبكى على الجنة، فسالت دموعه، فصارت عروقا في الارض، فصارت طيبا، فقال ليس كما يقولون، ولكن حواء كانت تغلف قرونها من اطراف شجرة الجنة فلما هبطت الى الارض و بليت بالمعصية رأت الحيض، فأمرت بالغسل فنقضت قرونها فبعث الله عز وجل ريحا طارت به وخفضته، فذرت حين شاء الله عز وجل فمن ذلك الطيب ۔

بزنطی راوی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عطریات کی ابتدا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ میں نے کہا: ان کا بیان یہ ہے کہ آدمؑ جب زمین پر اترے تو جنت کے فراق میں انھوں نے گریہ کیا یہاں تک کہ ان کے آنسو جاری ہو گئے

آپ نے یہ سن کر فرمایا: یہ لوگ جیسا کہتے ہیں ایسا نہیں ہے، واقعہ یہ ہے کہ حضرت حوا اپنے جوڑوں کو جنت کے درخت کی ٹہنیوں سے باندھا کرتی تھیں لیکن جب وہ زمین پر آئیں اور گناہ میں مبتلا ہوئیں تو حیض کی کیفیت عارض ہوئی اس کے بعد انھیں غسل کا حکم دیا گیا تو آپ نے اپنے جوڑوں کو کھولا، پس اللہ عزوجل نے ایک ہوا بھیجی جو اس خوشبو کو اڑا کر لے گئی اور مختلف اطراف میں پھیلا دیا۔ اسی سے زمین پر عطریات کا وجود ہوا۔

---

[1] علل الشرائع (۴۶۸ ، ۴۶۷)، عیون الاخبار (۱۵۹)

عن بعض من سأل أبا عبد الله عليه السلام عن الطيب، قال: ان آدم وحواء حين اهبطا من الجنة نزل آدم على الصفا وحواء على المروة وان حواء حلت قرناً من قرون رأسها فهبت به الريح فصار بالهند اكثر الطيب۔

ایک شخص جس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے "طیب" کے بارے میں سوال کیا تھا، راوی ہے کہ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا: بیشک آدم و حوا جب جنت سے نیچے اتارے گئے تو آدم صفا پر آئے اور حوا مروہ پر، یہاں آکر حوا نے اپنے بالوں کے جوڑے کو کھولا تو ہوا نے اس خوشبو کو اڑایا پس ہند میں اس کا بیشتر حصہ آیا۔

مذکورہ بالا تمام روایات سے کم از کم اتنا نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ تاریخ جس وقت سے کرۂ زمین پر نسل انسانی کی نشاندہی کرتی ہے، اسی وقت سے ہندوستان کا بھی وجود ہے اور آدم کی تاریخ کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی تاریخ بھی شروع ہوتی ہے۔

اس کے بعد مورخین کا بیان ہے[2] کہ جزائر سراندیپ سے حضرت آدم کو بیت المقدس جانے کا حکم ہوا جہاں پہونچ کر بہ تعلیم الٰہی آپ نے خانۂ کعبہ کی بنیاد رکھی اور یہیں سے آپ کی اولاد، بابل، یمامہ، طائف، بحرین، یمن اور عمان وغیرہ کی طرف منتقل ہونا شروع ہوئی۔

حضرت آدم کے بعد امر بنی آدم کی قیادت آپ کے بیٹے حضرت "شیث" کو ملی[3]۔ اس عہد میں ہندوستان کے بارے میں اگرچہ تاریخ خاموش ہے، پھر بھی مسعودی کے بیان سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ہندوستان میں اُن کی اولاد موجود تھی، ملاحظہ ہو[4]۔

ووقع التحارب بين ولد شيث وبين غيرهم من ولد قاش (قابيل) واكثر هذا النوع بارض قمار[5] من ارض الهند۔

شیث کی اولاد اور دوسرے لوگوں میں جو قابیل کی نسل سے تھے، جنگ شروع ہوگئی اور اس قسم کے زیادہ واقعات ہند میں قمار کی سرزمین پر رونما ہوئے۔

حضرت شیث کے بعد ان کے بیٹے انوش پھر قینان، مہلائیل، لود، خنوخ (ادریس پیغمبر) متوشلخ

۱؎ قصص الانبیا (نجار ۱۱: ۲۱) ۲؎ کتاب التیجان (ص ۱۸)، ۳؎ ایضاً (ص ۱۹) ۴؎ مروج الذہب (۱: ۲۹)

۵؎ جنوبی ہند کے ایک شہر کا نام ہے جو جزار جاوہ وکلہ بار اور لنکا وغیرہ کے مہراج کی سلطنت کے مقابل واقع ہے (داس کماری)

بن خنوخ 'الملک' یکے بعد دیگرے جانشین ہوئے[۱]۔ اس سلسلۃ الذہب کی درمیانی کڑی یعنی حضرت ادریس کے بارے میں بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سندھ آئے تھے چنانچہ مولف حبیب السیر "اسقلینوس" کے ذکر میں لکھتے ہیں[۲]۔

"اسقلینوس از جملۂ ملازمان و تلامذۂ ادریس بودہ و در سفر و حضر لحظہ باختیار از خدمت حضرت نبوت مفارقت نمی نمود و در روضۃ الصفا مسطور است کہ در وقتے کہ ادریس از بلاد سند باز گشتہ بخطۂ فارس رسید، اسقلینوس را جہتہ ضبط امور شرع و احکام دین بجانب بابل روان گردانید۔"

حضرت ادریس کے چند نسلوں کے بعد حضرت نوح بحیثیت نبی کے نظر آتے ہیں ان ہی کے زمانہ میں قیامت خیز طوفان آیا جس نے پوری نسل انسانی کو غرق کر دیا اور صرف حضرت نوح اور ان کے معدودے چند ساتھی جو کشتی میں اُن کے ساتھ سوار تھے، باقی بچے، مورخین کا بیان ہے کہ طوفان کے بعد حضرت نوح[۳] پانچسو سال اور مسعودی نیز دیگر مورخین کی اختیار کردہ روایت کی بنا پر جو انھوں نے توراۃ کے حوالہ سے نقل کی ہے، تین سو پچاس سال زندہ رہے[۴] نیز ستر آدمی جو اُن کے ہمراہ تھے سب کے سب منقطع النسل مرے اور صرف حضرت نوح کے تین بیٹوں، سام، حام، یافث کی اولاد سے نسل بنی آدم چلی[۵]۔

حضرت آدمؑ کے بعد تاریخ میں یہ دوسرا دور ہے جبکہ نسل انسانی تیزی کے ساتھ بڑھنا شروع ہوئی اور دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلی، اس موقع پر تاریخ میں صرف چند ممالک کا نام آتا ہے جن میں ایک ہندوستان بھی ہے۔

بنی حام کی آمد ہندوستان میں مورخین کا بیان ہے کہ حضرت نوح کی اولاد جب پھیلنا شروع ہوئی تو ان کے دوسرے بیٹے حام کی اولاد ہندوستان میں آئی۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلی روایت وہب بن منبہ کی ہے جو دو لکھتا ہے[۶]

---

[۱] کتاب التیجان (ص ۲۱) [۲] حبیب السیر (۱: ۱۰۰)، روضۃ الصفا ۱: ۹۸) [۳] کتاب التیجان (ص ۲۵) [۴] مروج الذہب (۱: ۳۱)، ابن طاؤس: سعد السعود (بحار ۱۱: ۱۴۳) [۵] کتاب التیجان (ص ۲۵) [۶] التیجان (ص ۲۲۷)

والھند والسند والحبشۃ والنوبۃ	ہند اور سندھ، حبشہ اور نوبہ اور قبط یہ سب حام بن نوح
والقبط بنو حام بن نوح علیہ السّلام۔	کی اولاد ہیں۔

دوسری روایت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں[1]۔

وولد الحام السند والھند والحبش و	حام کی اولاد میں سندھ، ہند اور حبشہ ہیں اور سام کی اولاد
ولد السام العرب والعجم۔	میں عرب اور عجم۔

بعد کے مورخین کے یہاں اس کی قدرے تفصیل ملتی ہے۔ چنانچہ مسعودی لکھتا ہے[2]۔

وسار بوقیر بن لوطا بن حام بولدہ	اور بوقیر بن لوط بن حام مع اپنی اولاد اور تبعین کے ہند اور
ومن تبعہ الی الارض الھند والسند، و	سندھ کی طرف آگیا اور اسی کا اثر ہے کہ سندھ میں اب تک ایسے
بالسند اُمولھم اجسام طوال وھو من	خاندان پائے جاتے ہیں جو جسمانی اعتبار سے نہایت طویل
بلاد المنصورۃ من أرض السند نعلی	ہوتے ہیں اور وہ سندھ کے شہر منصورہ سے تعلق رکھتے ہیں پس
ھذا القول ان الھند والسند من ولد	اس قول کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اہل ہند اور سندھ بوقیر بن
بوقیر بن حام بن نوح	حام بن نوح کی اولاد سے ہیں۔

ابن خلدون کا بیان ہے[3]۔

واما حام فمن ولدہ السودان و	لیکن حام، پس اس کی اولاد سے سودان، ہند اور سندھ
الھند والسند وکنعان باتفاق۔	اور کنعان ہیں بالاتفاق۔

دوسرے صفحہ پر اسی کی تفصیل کرتے ہوئے کہتا ہے۔

واما کوش بن حام فذکر لہ فی التوراۃ	لیکن کوش بن حام، پس توراۃ میں اس کے پانچ بیٹوں کا ذکر ہے
خمسۃ من الولد وھم سفنا وسبا وجویلا	جن کے نام سفنا، سبا، جویلا، رعما اور سفخا ہیں، پس رعما کے
ورعما وسفخا، فمن ولد رعما شاو وھم	دو بیٹے شاو اور داوان ہوئے ان میں "شاو" کی اولاد
السند وداوان، وھم الھند۔	اہل سندھ ہیں اور داوان کی اولاد سے اہل ہند۔

---

[1] صدوق: اکمال الدین (بحار ۱۱: ۲۸۹) [2] مروج الذہب (۲: ۶۱) [3] ابن خلدون، تاریخ (۲: ۲۰، ۲۱)

حبیب السیر میں ہے[1]

"حام علیہ السلام بقول فرق از علمائے اسلام در سلک انبیائے عظام انتظام داشت، و نوح علیہ السلام در زمان تقسیم ربع مسکون دیار مغرب و زنج وحبشہ و ہندوستان و سند و ارضئ سودان بحام تفویض نمود و حام بدان مقام شتافتہ، حق سبحانہ تعالیٰ او را نُہ پسر کرامت فرمود۔ ہند، سند، زنج، نوبہ، کنعان، کواش، قبط، بربر و حبش"

دراوڑ قوم کی تعیین | مذکورہ بالا تمام روایات سے حسب ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے:۔

۱۔ ہندوستان میں انسانی آبادی کے آثار اسی وقت سے ہیں جب حضرت آدم کا ہبوط ارضِ سرندیب پر ہوا اور اس کا سلسلہ برابر جاری رہا جیسا کہ مسعودی کی روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت شیث کے زمانہ میں قابیل کی اولاد اور شیث کی اولاد اور اس کنارے میں آباد تھی۔

۲۔ طوفان کے بعد خواہ طوفان کی عام ہلاکت کے سبب یا دوسرے نامعلوم اسباب کی بناء پر یہ ملک خالی تھا۔ اس لئے کہ اگر اس وقت یہاں کوئی قوم آباد ہوتی تو حضرت نوحؑ ربع مسکون کی تقسیم کے وقت اس کو بنی حام سے مخصوص نہ کرتے۔

۳۔ ہندوستان کا جو حصہ خواہ طوفان سے قبل یا اس کے بعد سب سے پہلے آباد ہوا، وہ جنوبی ہند ہے اور طوفان کے بعد جنوبی ہند کے ساتھ ساتھ بلادِ سند میں بھی آبادی شروع ہوئی۔

ان تینوں باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہندوستان کے اصلی اور قدیم باشندے جن کو کہا جا سکتا ہے وہ جنوبی ہند اور سند کی قومیں ہیں اور یہ وہی بنو حام یا دوسرے لفظوں میں "دراوڑ" ہیں۔

ہندوستان کی ثقافت قدیم الایام میں | ہندوستان قدیم زمانہ سے ایک متمدن ملک مانا جاتا ہے اور ثقافتی اعتبار سے وہ دنیا کے کسی ترقی یافتہ ملک سے کسی دور میں پیچھے نہیں رہا۔ اس سلسلہ میں تاریخ کی جس قدر شہادتیں ہیں ان کی روشنی میں یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح مصر اور یونان، عرب و ایران بدو عالم سے تہذیب و تمدن اور علم و حکمت کا گہوارہ رہے ہیں، اسی طرح ہندوستان بھی اپنا ایک مقام

[1] حبیب السیر (۱: ۳۲)، روضۃ الصفا (۱: ۷۰)

رکھتا ہے۔ عرب کا مشہور سیاح اور مورخ مسعودی متوفی ۳۴۶ھ ہندوستان کے ذکر میں لکھتا ہے[1]:

ذکر جماعة من أهل العلم والنظر
والبحث الذين وصلوا الغاية بتأمل
شأن العالم وبدايته إن الهند كانت قديم
الزمان الفرقة التي فيها الصلاح والحكمة
فإنه لما تجيلت الأجيال وتحزبت الأحزاب
حاولت الهند أن تضم المملكة وتستولي
على الحوزة، وتكون الرياسة فيهم، فقال
كبراؤهم. نحن أهل البدء وفينا التناهي
ولنا الغاية والصدر والإنتهاء، و
منا سرى الأب إلى الأرض، فلا ندع
أحداً شاقنا ولا عاندنا وأرادنا
الإغماض إلا أتينا عليه وأبدناه أو يرجع
إلى طاعتنا، فأزمعت على ذلك، ونصبت
لها ملكاً وهو "البرهمن الأكبر" والملك
الأعظم والإمام فيها المقدم، ظهرت
في أيامه الحكمة، وتقدمت العلماء
واستخرجوا الحديد من المعادن وضربت
في أيامه السيوف والخناجر، وكثير من
أنواع المقاتل، وشيد الهياكل ورصعها

اصحاب علم و نظر اور ارباب فکر کی ایک جماعت کا بیان ہے
جو دنیا کی ابتدا پر غور کرنے کے بعد کسی نتیجے تک پہونچے ہیں کہ
قدیم الایام میں ہندوستان میں ایسی جماعتیں موجود تھیں جن
میں اصابت فکر اور حکمت و دانائی پائی جاتی تھی اس لئے کہ
جب نوع مختلف جماعتوں اور گروہوں میں تقسیم ہوگئی تو اہل
ہند اس عزم کے ساتھ اٹھے کہ ملک میں مرکزیت پیدا کریں
اور سب کو ایک اقتدار کے ماتحت منظم کریں اور ریاست کا
تاج ان کے سر پر ہو۔ اُن کے سرداروں کا یہ قول تھا کہ ہم
ہی سے ابتدا ہوئی ہے اور ہم ہی پر انتہا ہوگی اور ہم ہی میں
سے ابوالبشر زمین کی طرف بڑھا ہے اس صورت میں جو ہم
سے جھگڑے گا یا عناد کرے گا یا ہمیں جان بوجھ کر نظرانداز
کرے گا تو ہم اس پر چڑھائی کریں گے اور ہلاک کردیں گے یا وہ
ہماری اطاعت کی طرف پلٹ آئے۔ اس ارادہ کے ساتھ
انھوں نے اپنا ایک بادشاہ مقرر کیا جو "برہمن اکبر" ملک اعظم
اور امام مقدم کہلاتا ہے اس کے زمانہ میں حکمت ظاہر ہوئی اور
علماء آگے آگے رہے، لوگوں نے کانوں سے لوہا نکالا، اسی
کے زمانہ میں تلواریں، خنجر اور لڑائی کے دوسرے قسم قسم کے
اسلحہ ایجاد کئے گئے اور زر و جواہر سے مرصع محل تعمیر کئے
جن میں افلاک، بارہ برجوں اور ستاروں کی تصویریں

---

[1] مروج الذهب (۱: ۶۲ . ۶۳)

بالجواهر المشرقة المنيرة وصوّر فيها الافلاك
والبروج الاثنا عشر والكواكب وبيّن بالصورة
كيفية العالم وادرج بالصورة ايضا افعال
الكواكب في هذا العالم واحداثها للاشخاص
الحيوانية: من الناطقة وغيرها وبيّن
حال المدبّر الذي هو الشمس، واثبت كتابه
في براهين جميع ذلك وقرّب الى عقول العوام
فهم ذلك، وغرس في نفوس الخواص دراية
ما هو اعلى من ذلك واشار الى المبدأ الاول المعطي
سائر الموجودات وجودها الفائض عليها
بجوده، وانقادله الهند واخصبت بلادها
واسا هو وجه مصالح الدنيا وجمع
الحكماء، فاحدثوا في ايامه كتاب
"السند هند" وتفسيره دهر الدهور،
ومنه فرعت الكتب ككتاب الارجهير و
المجسطي، وفرع من الارجهير الاركند، و
من المجسطي كتاب بطليموس، ثم عمل منها
بعد ذلك الزيجات، واحدثوا التسعة
احرف المحيطة بالحساب الهندي، وكان اول
من تكلم في اوج الشمس وذكر انه يقيم في كل
برج ثلاثة آلاف سنة ويقطع الفلك في

بنائی گئیں" ان میں عالم کی کیفیت، ستاروں کی
حرکات اور کائنات پر اُن کے افعال کی اثر اندازی اور
حیوان ناطق و غیر ناطق میں ان کے تصرفات کی کیفیت
بھی واضح کر دی گئی تھی۔ مدبّر اعظم یعنی سورج کا حال بھی
بیان کیا گیا تھا، اور اپنی کتاب میں ان کے دلائل
بیان کئے اور اُن کو عوام کی فہم سے قریب تر لاتے اور خواص
کے دلوں میں اس سے اونچے جانے پر اُن کی فہم و درایت
بھی بٹھانے کی کوشش کی گئی۔ اس میں مبدءِ اول کی
جانب اشارہ کیا گیا ہے جو ساری موجودات کو وجود
بخشنے والا اور اپنی فیاضیوں سے بہرہ ور کرنے والا
ہے، اسی لئے تمام اہل ہند برہمن اعظم کے سامنے جھک
گئے اور پورے ملک میں خوشحالی اور فارغ البالی آ گئی
بادشاہ نے دنیا کے مصالح کی طرف ان کی رہنمائی کی
حکما اور فلاسفہ کو جمع کیا اور انھوں نے اس کے دور
میں "سند ہند" نامی ایک کتاب تصنیف کی جس کی شرح
دہرالدہور (زمانوں کا زمانہ) ہیں۔ اس کی روشنی میں
کئی کتابیں مثلاً "ارجبھد" اور مجسطی وغیرہ لکھی گئیں اور
"ارجبھد" کی روشنی میں بطلیموس کی کتاب مرتب کی گئی
اور پھر ان کی مدد سے جنتریاں بنائی گئیں اور لوگوں
نے وہ نو حرف ایجاد کئے جن پر ہندی حساب کی بنیاد
ہے، اسی بادشاہ نے سب سے پہلے سورج کے

ستة وثلاثين الف سنة والاوج على رأى
البرهمن فى وقتنا هذا، وهو سنة
اثنتين وثلاثين وثلثمائة فى برج الثور
وانه اذا انتقل الى البروج الجنوبية
انتقلت العمارة، فصار العامر خراباً و
الخارب عامراً، والشمال جنوباً والجنوب
شمالاً ورتب فى بيت الذهب حساب الدور
الاول والتاريخ الاقدم الذى عملته
الهند فى تواريخ البردة وظهورها فى
ارض الهند دون سائر الممالك۔

اوج پر بحث کی اور یہ بیان کیا کہ وہ ہر برج میں تین ہزار
سال رہتا ہے اور اپنے فلک کو چھتیس ہزار سال میں طے کرتا ہے
اور ہمارے زمانہ میں جبکہ ۳۳۲ سنہ ہجری ہے برہمن کی
رائے کے مطابق اوج برج ثور میں ہے اور جب وہ جنوبی
برجوں کی طرف رخ کرتا ہے تو کائنات میں تغیر ہونے لگتا ہے
اور آباد مقامات ویران اور ویران مقامات آباد اور شمال
جنوب اور جنوب شمال بننے لگتا ہے اور بیت الذہب
(سونے کا گھر) میں بدء اول اور تاریخ قدیم کا حساب تیار کیا گیا
جس پر تاریخ کے آغاز اور ظہور کے سلسلہ میں صرف ہندوستان
کا عمل ہے، برخلاف دوسرے ممالک کے۔

اس برہمن کے بارے میں مسعودی نے آگے چل کر لکھا ہے[1]۔ اس کی حکومت ابتدا سے آخر تک ۳۶۶ سال تک رہی۔ ہمارے زمانہ میں اس کی اولاد "براہمہ" کے نام سے مشہور ہوا اور ہندو ان کو بڑی عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ اپنے طبقہ کے اعلیٰ اور اشرف لوگ ہیں، یہ جانوروں کا گوشت مطلق نہیں کھاتے اور ان کے مردوں اور عورتوں کی گردنوں میں تلوار کے حمائل کی طرح پیلے رنگ کے دھاگے بندھے رہتے ہیں۔

دوسرے مقام پر وہ لکھتا ہے:۔ برہمن کے بارے میں لوگ مختلف الخیال ہیں بعض کا خیال ہے کہ یہی آدم علیہ السلام ہے جس کو اللہ نے اپنا رسول بنا کر ہندوستان میں بھیجا بعض کہتے ہیں کہ نہیں وہ صرف ایک بادشاہ تھا اور یہی روایت زیادہ مشہور ہے۔

ہندوستان کی حضارت سکندر کے حملہ کے وقت

برہمن کے بعد تاریخ میں فور (راجہ پورس) کے زمانہ کا تذکرہ قدرے تفصیل کے ساتھ ملتا ہے، اسی کے زمانہ میں سکندر کا حملہ ہوا، اس وقت ہندوستان کا تمدن اتنی ترقی

[1] مروج الذہب (۱: ۶۴-۶۵)

پڑھا کہ سکندر یہاں کے عجائبات کو دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس نے اس کی اطلاع ارسطو کو لکھ کر بھیجی۔ ارسطو نے اس کے جواب میں جو خط لکھا ہے اس کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ سکندر نے اپنے کیا تاثرات اس کے سامنے رکھے تھے۔ یہ خط حسب ذیل ہے [1]

اما بعد. کتبت الی تذکر الذی
اعجبك من بنیان بیت الذهب بالهند
وما ذکرت انك رأیت فیه من العجائب
والبنیان الشامخ المزخرف بانواع الجوهر
وما یؤنق العین من الذهب الاحمر حتی
قد بهر العیون منظره و سار فی الامم
ذکره وقد کتبت الیك ایها الملك لمعرفتك
لمعرفتك بالامور السابقة العلیا والسفلی
ان یعجبك شی صنعته الایدی المنبثم
بالحکمة فی الایام القصیرة ومدة الزمان
الیسیرة ولکن ارضی لك ایها الملك
ان ترفع نظرك الی ما فوقك وتحتك و
عن یمینك وعن شمالك من السماء و
الصخور والجبال والبحور وما فی ذلك من
العجائب الغامضة والمصانع الظاهرة
والبنیان الشامخ الذی لا ینحته الحدید
ولا یثلمه المجانیق ولا یعلمه الاجساد

اما بعد۔ آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ ہندوستان
کے بیت الذہب کی عمارت آپ کو بہت پسند آئی ہے
اور آپ نے وہاں عجیب وغریب چیزیں، بلند و بالا اور مختلف
قسم کے جواہرات سے مرصع و مزین جو عمارتیں دیکھیں ان
کا ذکر کیا ہے اور اس سرخ سونے کا بھی ذکر کیا ہے جو نگاہوں
کو خیرہ کر دیتا ہے اور ساری دنیا میں جس کا چرچا ہے لیکن
میں یہ عرض کروں گا، بادشاہ سلامت! آپ نے جن مذکورہ بالا
بالا علوی اور ارضی چیزوں سے واقفیت حاصل کی ہے اور جو
آپ کو بڑی تعجب انگیز اور غریب معلوم ہوتی ہیں
یہ سب انسانی دستکاری نے اپنی دانائی سے بہت تھوڑی
مدت میں بنائی ہیں، ان کے بجائے میں آپ کے لئے
یہ پسند کروں گا کہ آپ اپنی نگاہ اوپر، نیچے، دائیں،
بائیں اٹھا کر (قدرت کی کرشمہ سازیوں یعنی آسمانی
بلندیوں، چٹانوں، پہاڑوں اور سمندروں پر ڈالئے اور
دیکھئے کہ ان کے اندر کیسے کیسے عجائبات پوشیدہ اور کیسی کیسی
کھلی ہوئی مصنوعات اور بلند و بالا عمارتیں ہیں جو لوہے سے نہیں
تیار ہو سکتیں اور نہ منجنیقیں انہیں توڑ سکتی ہیں اور نہ انسان کے

---

[1] مسعودی: التنبیہ والاشراف (ص ۲۰۱)

المخلخلة الضعيفة فی المدة المنقطعة۔ — کمزور اور ناتوان جسم انہیں زندگی کی تھوڑی سی مدت میں بنا سکتے ہیں۔

اسی چیز کے پیشِ نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ سکندر کے حملے کی جہاں اور وجوہات رہی ہوں وہاں ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ ہندوستان کے علمی سرمایہ سے وہ یونان کو محروم نہ رکھے، جیسا کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر جب ہندوستان سے واپس گیا ہے تو یہاں کے کچھ حکماء کو وہ اپنے ہمراہ لے گیا تھا۔ چنانچہ اس کے انتقال کے وقت حاضرین میں جہاں فارس اور یونان کے دیگر حکماء تھے وہاں ہندوستانی حکماء کا نام بھی آتا ہے مسعودی کا بیان ہے[۱]

فلما مات الاسکندر طافت بہ الحکماء ممن کان معہ من حکماء الیونانیین والفرس والھند وغیرھم من علماء الامم وکان یجمعھم ویسترجع الی کلامھم ولا یصدر الامور الا عن رأیھم۔	سکندر کا جب انتقال ہوا تو اس کے مصاحبین میں یونان فارس اور ہند نیز دیگر ممالک کے جو حکماء تھے انھوں نے اس کا طواف کیا۔ یہ وہ حکماء تھے جن کو سکندر اپنی صحبت میں رکھتا تھا اور ان کے کلام سے طمانیت حاصل کرتا تھا اور بغیر ان کی رائے کے امور مملکت میں کوئی اقدام نہیں کرتا تھا۔

اس موقع پر جن حکماء نے اپنے اپنے طور پر تعزیتی الفاظ کہے ہیں ان میں ایک ہندی حکیم بھی ہے جس کے حسب ذیل الفاظ مسعودی نے نقل کئے ہیں[۲]

"یامن کان غضبہ الموت، ھلا غضبت علی الموت" (اے وہ جس کا غضب موت تھا اب موت پر غضبناک کیوں نہیں ہوتا) ایک دوسرے حکیم کے الفاظ یہ ہیں: "ان دنیا یکون ھکذا آخرھا فالزھد اولیٰ ان یکون فی اولھا" (اگر دنیا کا انجام یہی ہے تو ابتدا ہی میں زہر کھا کر مرجانا بہتر ہے) اس کے بارے میں مسعودی نے لکھا ہے "وکان من نساک الھند" یہ ہندوستان کے تارک الدنیا لوگوں میں تھا۔

---

[۱] مروج الذہب (۱: ۲۴۶) [۲] ایضاً (۱: ۲۴۷)

یونان اور ہند کے ثقافتی روابط

سکندر کے ہندوستان آنے کا مقصد ابتداءً اگرچہ اس کو فتح کرنا تھا، لیکن اس کے بعد سے جیسا کہ روایات بتاتی ہیں، یونان اور ہندوستان میں ثقافتی روابط قائم ہوگئے تھے۔
چنانچہ شہرستانی کا بیان[۱] ہے کہ جب سکندر ہندوستان آیا تو یہاں کے کچھ حکماء نے اس کی علمی دلچسپیوں کو سراہتے ہوئے یہ خواہش ظاہر کی کہ ان سے مناظرہ کے لئے کسی حکیم کو بھیجا جائے۔ سکندر نے ان کی خواہش پر اپنے یہاں کے کچھ حکماء کو بھیج دیا۔ اس کے بعد موصوف کے یہ الفاظ ہیں " ومناظراتھم مذکورۃ فی کتب ارسطوطالیس" ان کے مناظرے کتب ارسطوطالیس میں مذکور ہیں۔

اس کے بعد راجہ کند کے خط کے جواب میں سکندر نے حکماء یونان کی ایک جماعت کو اس کے پاس بھیجا۔
اُن کے اور راجہ کند کے درمیان جو علمی مباحثے ہوئے ہیں اُن کا ذکر مسعودی نے ان الفاظ میں کیا ہے[۲]۔

فلما اخذت الحکماء مراتبھم واستقرت بھا مجالسھا؛ اقبل علیھم مباحثا لھم فی اصول الفلسفۃ والکلام فی الطبیعیات وما فوقھا من الالٰھیات، وعلی شماله جماعة من حکمائه وفلاسفته فطال الخطب فی المبادی الاول، وتشاجروا القوم ونظروا فی موضوعات العلماء وترتیبا الحکماء علی غیر مراء، وتناھی بھم الحکماء الی غایة کان الیھا صدورھم من العلویات۔

جب تمام حکماء اپنے مرتبہ کے لحاظ سے بیٹھ گئے تو راجہ کند ان کی طرف متوجہ ہوا اور اصول فلسفہ اور طبیعیات نیز الٰہیات کے مسائل پر ان سے بحث شروع کر دی، اس وقت اس کے سامنے کی طرف اس کے درباری حکماء اور فلاسفہ بیٹھے ہوئے تھے اس بحث نے جو مبادی اول پر تھی کافی طول پکڑا اور آپس ہی میں اختلاف شروع ہو گیا اور لوگ علماء کے موضوعات اور حکماء کی ترتیبات میں غور کرنے لگے بغیر کسی شبہ کے اور بالآخر علویات سے متعلق مسائل میں حکماء نے جہاں سے بحث شروع کی تھی پلٹ کر پھر وہیں آگئے۔

(باقی)

[۱] شہرستانی: الملل والنحل (۳: ۳۸۴) [۲] مروج الذہب (۱: ۲۵)